عقیدت کے پھول
(حمدیہ ونعتیہ کلام)
شکیل فاروقی
ریسرچ سینٹر

عقیدت کے پھول

(حمدیہ و نعتیہ کلام)

شکیل فاروقی

نام کتاب : عقیدت کے پھول
شاعر : شکیل فاروقی
نظرِ ثانی : ڈاکٹر عزیز احسن
کمپوزنگ : محمد آصف (0331-3652042)
بارِ اوّل : دسمبر 2022ء
تعداد : 200
قیمت : 600 روپے
ناشر : نعت ریسرچ سینٹر کراچی

ISBN 978-969-8918-82-8

B-306، بلاک 14، گلستانِ جوہر، کراچی
موبائل نمبر: 0332-2668266
sabeehrehmani@gmail.com
www.Naatresearchcenter.com
www.sabih-rehmani.com

انتساب

اپنے خُلد آشیانی

والدین اور بزرگوں

کے نام

فہرست

حمدیہ کلام

نعتیہ کلام

□□□

اعتراف

آغازِ تکلم اس اعتراف کے ساتھ:

جو کچھ بھی میرے پاس ہے مولیٰ کا کرم ہے
میں کچھ بھی نہیں، کچھ بھی نہیں، کچھ بھی نہیں ہوں

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جو بھی صلاحیت عطا کرتا ہے اُس کے پسِ پُشت کوئی نہ کوئی مقصد و راز پنہاں ہوتا ہے اُس کو ربِ کریم ہی جانتا ہے چنانچہ عقدہ یہ کُھلا کہ ہمیں شعر گوئی کا جو وصف عطا کیا گیا تھا اُس کے پیچھے مصلحت کارفرما تھی کہ آپ کی خدمت میں ''عقیدت کے پھول'' پیش کروں مزید عرض ہے کہ:

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشدہ

لاریب ''عقیدت کے پھول'' کی پیشکش ربِ کریم کی عطا اور حبیبِ خدا ﷺ کا معجزہ ہے۔ مجھے یہ اعتراف کرنے میں بھی کوئی باک نہیں کہ اِس کارِ دشوار کا سہرا میری پیاری بیٹی مَہ وَش فاروقی کے سر ہے کہ جس نے انتہائی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ منتشر اوراق کو تلاش کر کے ناممکن کو ممکن بنایا اور اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ اس بات کا اندازہ صرف اس صورتحال سے با آسانی لگایا جاسکتا ہے کہ پہلے تو میرے دائیں ہاتھ میں رعشہ کی وجہ سے کچھ بھی لکھنا ممکن نہ رہا اور پھر اُس کے بعد بینائی سے بالکل محروم ہوجانے کے باعث لکھنے پڑھنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہوگیا۔ بہرحال راضی بہ رضا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشاں حالی و در ماندگی

اِس کارِ خیر میں میرے پیارے دوستوں نے بھرپور ساتھ دے کر میرا حوصلہ بلند کر دیا۔اس میں سرِفہرست ڈاکٹر عزیزؔ احسن ہیں جنہوں نے نعت کے موضوع پر پی۔ایچ۔ڈی کر کے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے۔میں اُن کا احسان مند ہوں کہ انہوں نے میرے اِس مجموعہ کو نہایت محبت اور غور سے چیک کر کے کرم فرمایا کیونکہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں ذرا سی بھی بھول چوک قابلِ تلافی نہیں ہے۔
بقولِ شاعر:

باخدا دیوانہ باش و با محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوشیار

میرے لئے ڈاکٹر عزیزؔ احسن کی رائے سند کا درجہ رکھتی ہے۔جب کتاب کا مسودہ تیار ہوا تو میں نے اُسے باریک بینی کی چھلنی میں چھاننے کیلئے ممبئی بھارت میں مقیم اپنے پیارے دوست کُہنہ مشق صحافی ،شاعر ادیب اور دانشور ندیم صدیقی کو ارسال کر دیا جن کا میں بے حد شکر گزار اور ممنون ہوں۔ایک سنگین مسئلہ یہ تھا کہ اشاعت کے سنگین مراحل کو طے کرنے کے لیے کیا بندوبست کیا جائے کیونکہ معذوری کے سبب میں تو اِس قابل نہ تھا اور میری بیٹی کو اِس کام کا کوئی تجربہ ہی نہیں تھا۔اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ میرے عزیز دوست اور کئی کتابوں کے مصنف محترم فقیر محمد سومرو کے ہونہار صاحبزادے محمد عارف سومرو نے بخوشی یہ بھاری ذمّہ داری قبول کر لی اور مجھے ہر فکر سے آزاد کر دیا۔
عارف سومرو کا تعارف کراتے ہوئے مجھے یہ شعر یاد آرہا ہے:

میں اُس کا نام نہ لوں اور لوگ پہچانیں
کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے

دیگر مختلف صلاحیتوں کے حامل ہونے کے علاوہ عارف سومرو کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایسے منفرد دلکھاری ہیں جنہیں اُردو اور سندھی دونوں زبانوں پر یکساں اور غیر معمولی

دسترس حاصل ہے اور میرا بہت ادب اور احترام کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کٹھن کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر اُنہوں نے اپنا حقِ برخورداری نہایت احسن طریقہ سے انجام دیا ہے جس کیلئے میں اُنہیں جتنی بھی دعائیں دوں وہ کم ہوں گی۔

میں مُحبّی پروفیسر محمد منشاء طاہر صاحب کا انتہائی شُکر گزار ہوں کہ اُنہوں نے پرخلوص اظہاریہ تحریر فرما کر میری عزت افزائی کی ہے۔

معزز قارئین سے التماس ہے کہ وہ اِس کتاب کو پڑھنے کے بعد حضورِ پاک نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا ضرور اہتمام کریں اور میرے اہلِ خانہ کے حق میں دعائے خیر کرنا نہ بھولیں۔ معزز نعت خوانوں سے گزارش ہے کہ وہ اِس کارِ خیر کو انجام دینے کے سلسلہ میں اِس خاکسار سے ضرور رابطہ کریں۔

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں تمام معاونین کا شُکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ باری تعالیٰ اُنہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

شکیلؔ فاروقی

ڈاکٹر عزیز احسن

’’عقیدت کے پھول‘‘
ایک سچا اظہارِ عقیدتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!

سن ۱۹۸۱ء میں، میں نے ایک نعتیہ انتخاب’’ جواہر النعت ‘‘مرتب کیا تو اس کا کوئی نسخہ ریڈیو پاکستان سے منسلک کچھ اہلِ علم تک بھی پہنچانا چاہا۔ ناصر زیدی مرحوم سے وہاں ملاقات ہوئی۔ انھوں نے میری اس کتاب کے لیے، اپنے کلام کے ساتھ ساتھ اسلام آباد اور راولپنڈی کے کچھ شعرا کا کلام بھی فراہم کیا تھا، اس لیے میرے ان سے مراسم ہو گئے تھے۔ ان ہی کی تحریک پر میں نے عالمی سروس کے پروڈیوسر، شاہد لطیف کے پروگراموں میں شرکت کی اور متعدد کتب پر تبصرے کیے۔ ۱۹۸۳ء میں میرا ریڈیو پاکستان آنا جانا زیادہ رہا۔ وہیں ایک دن محترم شکیل فاروقی صاحب سے ملاقات بھی ہوئی۔ وہ ان دنوں مینیجر ہندی سروس تھے۔ پہلی ہی ملاقات میں میں نے اندازہ لگایا کہ شکیل صاحب میں ریڈیو پاکستان کے اکثر زعما کی طرح کا غرّہ نہیں ہے۔ وہ انتہائی منکسر المزاج شخصیت کے مالک ہیں۔ خلوص ان کی گھٹی میں پڑا ہے۔ سادگی ان کا شعار ہے۔ رفتہ رفتہ ان سے کئی ملاقاتیں ہوئیں اور جو تاثر پہلی ملاقات

میں قائم ہوا تھا وہ مزید نکھرتا گیا۔ ان کے خلوص نے مجھے اپنا بندۂ بے دام بنالیا۔

۱۹۸۵ء میں مجھے ملازمت کے سلسلے میں اسلام آباد جانا پڑا۔ وہاں میری ادبی سرگرمیاں بہت کم ہوگئیں کیوں کہ میں وہاں چھوٹے بچوں اور بیگم کے ساتھ تنہا تھا۔ گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ نوکری کی مصروفیت نے سر اٹھانے کی فرصت ہی نہ دی۔ کچھ عرصے بعد معلوم ہوا کہ شکیل صاحب ریڈیو پاکستان، اسلام آباد کے اسٹیشن ڈائرکٹر ہوکر کراچی سے آگئے ہیں۔ میں ان سے فون پر رابطہ کرکے ملا۔ پھر کئی پروگراموں میں شرکت بھی کی۔ لیکن ملازمت اور گھریلو ذمہ داریوں کے باعث اُن کے پروگراموں میں بھی شرکت بہت محدود رہی۔ ایک مدت بعد ان کا فون آیا، کہنے لگے میں کنٹرولر ریڈیو پاکستان کراچی کی حیثیت سے کراچی جارہا ہوں۔ آپ نعت کہتے ہیں، اسلام آباد میں ایک بزم ہے ''محفلِ نعت'' اس کے سیکریٹری عرش ہاشمی ہیں۔ آپ ان سے ضرور ملیے اور وقت نکال کر ان کے مشاعروں میں بھی شرکت کیجیے۔ وہ ہر ماہ اسلام آباد میں کسی نہ کسی نئے میزبان کی میزبانی میں مشاعرہ کرواتے ہیں۔ شکیل بھائی تو مجھے عرش ہاشمی کا نمبر دے کے کراچی آگئے، لیکن میں کئی ماہ تک عرش ہاشمی سے رابطہ نہیں کرسکا۔ پھر ایک دن ان سے رابطہ کیا اور دفتری اوقات ہی میں ان سے ملاقات بھی کی۔ ان دنوں وہ وزارتِ داخلہ میں سیکشن آفیسر تھے۔ عرش ہاشمی سے ملنے کے بعد تو نعتیہ مشاعروں میں شرکت میرے لیے ناگزیر ہوگئی۔

شکیل فاروقی صاحب کراچی آگئے۔ میں ۱۹۹۲ء تک اسلام آباد میں رہا۔ پھر کراچی آگیا۔ یہاں آکر کسی وقت پھر ریڈیو پاکستان کا چکر لگایا۔ شکیل صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت وہ کنٹرولر اور ضمیر علی بدایونی صاحب ڈپٹی کنٹرولر تھے۔ کچھ ملاقاتیں رہیں۔ ضمیر علی بدایونی بھی کچھ عرصے اسلام آباد ریڈیو اسٹیشن میں رہے تھے وہ راولپنڈی میں ایک گیسٹ ہاؤس میں مقیم تھے۔ میری رہائش بھی راولپنڈی میں تھی

چناں چہ ان سے میرے مراسم پنڈی ہی میں مضبوط ہوئے۔

بہر حال قصہ مختصر میں ۲۰۰۳ء میں ایک بار پھر اسلام آباد چلا گیا اور ۲۰۰۹ء میں وہیں سے ملازمت سے سبک دوش ہو کر کراچی لوٹ آیا۔ یہاں آ کر میں اپنی مصروفیات میں رہا اور بہت سے احباب سے رابطہ نہیں کر سکا۔ ایک مدت بعد شکیل فاروقی صاحب نے مجھے فون کیا اور ہمارا قلبی رابطہ بالمشافہ رابطے میں بدلا۔ شکیل صاحب کی نوازشات بڑھتی رہیں۔ انھوں نے متعدد بار اپنے کالم ''قلم برداشتہ'' [روزنامہ ایکسپریس، کراچی] میں میرا ذکر کیا۔ میری کتب ملاحظہ فرما کر میری حوصلہ افزائی کی۔

اب میرے پاس ان کے نعتیہ مجموعے کا لوازمہ ہے۔ میں نے اسے دیکھا تو دل باغ باغ ہو گیا۔ وہ ایک سچے مسلمان کی طرح حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتِ والا صفات سے محبت کرتے ہیں۔ ان کی محبت ریاکارانہ نہیں ہے۔ وہ نہ صرف دل سے محبت کرتے ہیں بل کہ آپ ﷺ کی اتباع کی حتی المقدور کوشش بھی کرتے ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری میں ذاتی احساسِ ندامت، حبِّ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تپش، بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم لے جانے کی آرزو اور اتباعِ نبوی ﷺ کی ترغیب شامل ہے۔ شکیل صاحب کی نعتیہ شاعری پر اردو کلاسیکی شعری بوطیقا کا پرتو ہے۔ انھوں نے بڑی سادگی سے اپنے جذبات و احساسات کا عکس قرطاس پر اتارا ہے۔ شکیل صاحب نے ہندی لب ولہجہ بھی اپنایا ہے۔ مجھے اس وقت یہ بات یاد آ گئی کہ جب میں اپنی انگریزی کتاب

"Excellence of Na'at, Conditions and Standards"

مرتب کر رہا تھا، اس وقت میں نے شکیل صاحب سے درخواست کی کہ اپنی ایک انگریزی نعت مجھے عنایت فرما دیں تا کہ میں اس کتاب میں شامل کر سکوں۔ انھوں

نے فی البدیہ ایک نعت کہی اور مجھے ارسال کردی۔ یہ نعت چوں کہ اس مجموعے میں شامل نہیں ہے اس لیے میں اس پوری نعت کا متن یہاں محفوظ کرنا چاہتا ہوں:

Homage to the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

Our Holy Prophet(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)is all time great,

Allah(سبحانہٗ تعالیٰ)blessed him(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)with a unique fate.

The Holy Qur'an from Allah (سبحانہٗ تعالیٰ) he(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) brought,

Peace and mercy he (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) always taught,

Rose he (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)gave in return for thorn,

No one alike him (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)will ever born.

His(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)life was simple, pious and plain,

He(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)always shared a sufferer's pain,

The world upholds him (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)as the noblest soul,

As the last Prophet he (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)played his(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)role,

Dearest to Allah, (سبحانہٗ تعالیٰ)greatest guide,

Ideal of angels, mankind's pride.

Short of words, in homage I fall,

Too great you(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)are, I'm so small!

اس نعتیہ نظم سے شکیل فاروقی صاحب کی شاعرانہ عبقریت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان کی یہ انگریزی نظم سادہ بیانی کا نقش ہے، لیکن احساسات وجذبات کا ایک سمندر اس میں ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ عظمتِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احساس کتنا شدید ہے۔

اس کا اندازہ نظم کی آخری سطر سے ہوسکتا ہے:

Too great you(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)are, I'm so small!

اُردو حمد یہ اور نعتیہ شاعری تو اس کتاب کا حصہ ہے ہی۔ قارئین وہ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ یہاں میں چند ایک اشعار نمونے کے طور پر پیش کر کے عقیدت کے پھولوں کی کچھ خوشبو قارئین تک پہنچانا چاہتا ہوں:

حمد کا ایک شعر دیکھیے:

تیری تعریف ماورائے بیاں
تو ہی مجھ بے زباں کا مالک ہے

انسان بے زبان نہیں ہے۔ لیکن جب اللہ کی ذات کے حوالے سے کچھ کہنے کا ارادہ ہو تو یقیناً وہ بے زبان ہی ہوجاتا ہے۔ اس شعر میں ''بے زبان'' کی معنویت بہت بڑھ گئی ہے۔ ایک ''حمد یہ نعت'' کا شعر بھی ملاحظہ ہو:

واسطہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ہوتا ہے
ہاتھ اٹھتے ہیں جب دعا کے لیے

ہندی نعت کی کوملتا ملاحظہ ہو:

ربّ کے پیارے جگ کے موہن
کملی والے تم ہی سوہن
داس شکیلؔ کو دوار بلالو
دَیا کرو اور دے دو درشن

یہ ٹھیٹ ہندی لہجہ اور ہندی لفظیات سے مرتب خیال، فکر اور جذبات کا نقش ہے۔ اس کی لفظیات میں کومل جذبات کا سندر بیانیہ ہے۔ پوری نعت میں خود سپردگی اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے اعتراف اور اعلان کا پرتَو ہے۔ تعلیماتِ نبوی کی

جھلکیاں بھی ہیں:

سیدھی سچی سیکھ تمھاری
سب سے صاف اور ستھرا جیون

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا شکیل فاروقی صاحب، صرف نعت کہتے ہی نہیں ہیں بل کہ اپنے ممدوح ﷺ کی اتباع کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ چناں چہ انھیں اتباعِ سنتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے مَن کی دولت بھی ملی اور شادکامی بھی۔ وہ کہتے ہیں:

اتباعِ سنّتِ نبوی ﷺ سے یہ عقدہ کھلا
مَن کی دولت کے علاوہ شادکامی مل گئی

شکیل فاروقی صاحب دہلوی ہونے کے ناتے زبان و بیان میں اردو کے خاص مزاج کا اہتمام کرتے ہیں۔ دیکھیے انھوں نے ایک لفظ ''ایسا'' کو کس خوبصورتی سے معنوی وسعت دی ہے:

نسخہء عشقِ نبی ﷺ کو آزما کر دیکھ لیں
آپ کی ہر بات میں ایسا اثر ہوجائے گا

یہاں لفظ ''ایسا'' کی معنوی جہتوں کو جہاں تک وسعت دے سکیں دیدیں۔ بیان کی ابہامی اور اشاراتی نہج سے سلیقہء انتخابِ لفظ پر آپ کو حیرت آمیز مسرت ہوگی۔

نعت گو شعراء کا آج یہ بھی فرض ہے کہ وہ دنیا بھر میں اٹھنے والے طوفانِ اہانتِ رسول ﷺ کا تخلیقی سطح پر جواب دیں اور تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے عملی اقدام کرنے کی امت کو ترغیب بھی دیں:

ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے ہم
گر جان بھی دے دیں تو یہ نذرانہ بھی کم ہے

حضور نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کا خزانہ پوری دنیا، ہر عہد اور ہر قوم کے لیے ہے۔ یہ خزانہ ختم ہونے والا نہیں ہے:

جو کبھی ختم ہو نہیں سکتا
وہ خزانہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے

یہاں مجھے ایک حدیثِ پاک یاد آ گئی۔ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں:

''انبیاء علیہم السلام نے دینار و درہم کا وارث نہیں بنایا بل کہ انھوں نے علم کا وارث بنایا، پس جس نے اسے حاصل کرلیا اس نے وافر حصہ پالیا''

(سننِ ابی داؤد، کتاب العلم، جلد سوم، ص ۴۳، حدیث نمبر: ۳۱۵۷)

اس حدیث کی روشنی میں جب ہم شکیل فاروقی صاحب کا درجِ بالا شعر پڑھیں تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خزانے کی وسعتوں کا ادراک ہونے لگتا ہے۔

ہر محبِّ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے مدینہ پاک کی حاضری بڑی اہم اور وقتِ گزراں کا بہترین مصرف ہے۔ وہاں دعاؤں کی قبولیت کا در کس طرح کھلتا ہے، یہ وہاں کا زائر ہی جانتا ہے۔ شکیل فاروقی صاحب نے بھی مدینے پاک میں مانگی جانے والی دعا کی اثر پذیری کا تذکرہ کیا ہے:

دعا کہیں بھی کریں، ربّ کے پاس جاتی ہے
اثر پذیر ہے لیکن دعا مدینے کی

نبی علیہ السلام کی یکتائی پر بہت سے شعراء نے خامہ فرسائی کی ہے۔ اس کتاب میں بھی اس متن کے بہت سے اشعار ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ ہو:

ہوا ہے حُسنِ دو عالم بس ایک تجھ پہ تمام
کہ کائنات کے دل پر لکھا ہوا تو ہے

اور

رسائی نہیں ہے جہاں تک کسی کی
ہے اس انتہا پر مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسلام کوئی عبادتی رسوم کا مذہب نہیں ہے۔ یہ مکمل دین یعنی Code of Life ہے۔ اس میں زندگی کے ہر تقاضے کو پورا کرنے کا نسخہ موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کا کوئی بھی نظام اس کی حقانیت کے آگے ہیچ لگتا ہے۔ تاہم اس حقیقت کو ابھی تک مسلمان بھی نہیں سمجھ سکے ہیں، ورنہ کیا وجہ ہے کہ اب تک نظامِ اسلام، مسلمان ممالک کی اکثریت میں مکمل رائج نہیں ہوسکا! شکیل فاروقی صاحب کہتے ہیں:

نظام اور دنیا کے سارے ادھورے
مکمل ہے بس اک نظامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس شعر میں لفظ ''بس''، نظامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انفرادیت، بنی نوعِ انسان کے لیے خودمکتفیت (Self sufficiency) اہمیت اور ناگزیریت پر دال ہے۔ اگلے دو اشعار میں نعتیہ شاعری کے ملفوظی اظہار کے ساتھ ساتھ عملی طور پر حُبِّ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقاضے پورے کرنے کی بات بڑی عمدگی سے بیان ہوئی ہے:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ہو مانا یہ بات لازم ہے
قدم قدم پہ مگر احتیاط لازم ہے
ادا ہوئی ہو جو لب سے وہ نعت اپنی جگہ
لکھی ہوئی ہو جو دل پر وہ نعت لازم ہے

یہ شعر شکیل فاروقی صاحب کی نعتیہ شاعری کا منشور بھی ہے اور اس میں ان کی عملی زندگی کا عکس بھی جھلک رہا ہے۔

میری دعا ہے کہ شکیل فاروقی صاحب کا یہ شعرِ عقیدت، قبولیت کی سعادت سے

ہم کنار ہو اور دنیا بھر میں نعتیہ ادب سے جُڑے لوگوں میں قلم کی زبان کو عملی زبان بنانے کا داعیہ پیدا کرنے کا وسیلہ بنے!

ڈاکٹر عزیز احسن
جمعۃ المبارک: ۲۹ ذوالحج ۱۴۴۳ھ
۲۹ جولائی ۲۰۲۲ء

ندیمؔ صدیقی (ممبئی۔انڈیا)
(شاعر،ادیب اور صحافی)

حسانؔ،سعدیؔ،خسروؔ وغیرہ کی قطار اور شکیلؔ فاروقی!

نعت وہی نہیں ہے جس میں منظوم گفتگو میں حضور کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ یا مدینے جیسے لفظوں کا ذکر ہو،نعت وہ کلام بھی ہے جسے سُن کر یا پڑھ کر آن کی آن رسول کریم ﷺ کی طرف ہمارا تصور وتوجہ مبذول ہوجائے۔

برادرم سیّد صبیح رحمانی کے مجلّے ''نعت رنگ'' میں کبھی پڑھا تھا کہ کسی محفل میں احسان دانش غزل سنا رہے تھے کہ ایک شعر پر محفل میں موجود ابوالخیر کشفی نے یوں داد دِی:

''نعت کا کیا خوب شعر ہے۔''

روایت ہے کہ جواباً احسان دانش نے کہا: یہ غزل کا شعر ہے۔

ابوالخیر کشفی نے اپنی بات دُہرادی: ''نعت کا کیا خوب شعر ہے۔''

محفل تمام ہوئی لوگ اپنے اپنے گھر لوٹ گئے۔

راوی کہتا ہے کہ کچھ دن بعد احسان دانش نے ابوالخیر کشفی کو فون کر کے اعتراف کیا کہ واقعتاً یہ شعر تو نعت ہی کا ہے۔شعر یوں تھا:

ہوائیں ماری ماری پھر رہی ہیں   ترا نقشِ کفِ پا کو ڈھونڈنے کو

اسی طرح جنابِ جمیلؔ مُرصّع پوری کا جب یہ شعر پڑھا تھا:

اپنی روداد ہے مختصر دوستو!   اُن کا دَر چھُٹ گیا، در بدر ہو گئے

تو ذہن وقلب میں رسول کریم ﷺ تھے اور ہماری غربت و بے بسی۔

اِنہیں بزرگوار کی غزل میں یہ شعر بھی ہمیں اُن ﷺ کے حضور تک پہنچا دیتا ہے:

ایک بے نام سی خوشبو تھی کہ لب چوم گئی
مَیں کہ لینے بھی نہ پایا تھا تِرا نام ابھی

دراصل یہ احساس وکیفیت اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تعلق عقیدت ومحبت کا ایک ثمرہ ہے۔
لیکن یہ احساس وکیفیت اور تعلق ہی سب کچھ نہیں ہے، یہ تو وہ خواب ہے جس کی تعبیر اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مشن، اُنؐ کے پیغام کو عام کرنا ہے اور یہ امر محض لفظوں سے ادا نہیں ہوسکتا اس کے لیے ہمارا ''عمل'' درکار ہے۔

نعت کہنے والے ہر دَور میں اور ہر زمانے میں اپنا کام کرتے رہے ہیں۔ بہت اچھّی اچھّی، بہت اعلیٰ پائے کی نعتیں کہی گئی ہیں مگر کوئی بھی کہنے والا اس کا مدعی نہیں ہوسکتا کہ مَیں نے حقِ نعت ادا کردیا یہ تو وہ راہ ہے جس کے لیے کلکتے والے پرویزؔ شاہدی کہہ گئے ہیں:

ہم نے جا کر دیکھ لیا ہے حدِ نظر سے آگے بھی
راہ گزر ہی راہ گزر ہے، راہ گزر سے آگے بھی

نعت کے تعلق سے جب کچھ نہیں سُوجھتا تو ہم جیسے کم مایہ افراد شیراز کے شیخ کی رُباعی پڑھ کر دل کو ایک راحت پہنچا لیتے ہیں۔

ہمارا خیال ہے کہ نعت کے لیے اخلاص شرط ہے اس کے بغیر مصرعے تو موزوں کیے جاسکتے ہیں مگر جسے 'سعادت' کہتے ہیں وہ میسر نہیں ہوتی۔

ورنہ تو کہنے اور پڑھنے والے تو ہر جگہ نعت کے نام پر عرض گزار ہیں:

''میرے مولا بلا لو مدینے مجھے''

یہ مصرع کہنے والے کو اللہ اپنے حبیب پاکؐ کے صدقے میں غریقِ رحمت کرے۔آمین!

ہمارے شہر ممبئی میں مغربی یوپی کے ایک صاحب تھے جو اپنے تمام کردار وعمل سے طنز ومزاح کے پیکر تھے، (موصوف جنہیں اب مرحوم لکھنا چاہیے، اتوار 14 نومبر 1915ء کو ضلع مظفر نگر کے مشہور قصبے کیرانہ کے محلّے سدریاں میں پیدا ہوئے۔) جن کا نام ''منشی مُنقّہ'' ذہن میں آتے ہی ایک مزاح اور طنز کا احساس روشن ہوجاتا ہے۔ منشی مُنقّہ نے اپنے

شعری مجموعے ''دیوانِ عام عرف کڑوے بادام'' میں اس طرحی مصرع (''میرے مولا بلالو مدینے مجھے'') پر مسدس نما خاصی تضمین کی ہے، جس کا عنوان ہے:

میرے مولا بلالو مدینے مجھے یہاں جینے نہ دیں گے کمینے مجھے

یہ پوری مسدس نما تضمین جو اپنے طرزِ اظہار میں ایک نمونہ ہے۔ جی تو یہ چاہتا ہے کہ یہاں پوری کی پوری مسدس نقل کی جائے مگر.....

اس وقت پاکستان ہی کے نہیں دُنیا بھر میں ہم مسلمانوں کے حالات عجب ہیں اور اس 'عجب' میں ہماری مجموعی 'کمینگی' ہی بنیاد بنی ہوئی ہے جسے منشی مُنقّہ نے اپنے طنز کے ذائقے سے ایک مصرع میں زندگی دیدی ہے۔ حال ہی میں عطاالحق قاسمی کا ایک شعر سماعت سے گزرا جو اسی قبیل کے معنیٰ کا حامل ہے۔

دیکھتے رہتے ہیں ہم خواب مدینے کے
اور کوفے کی جانب چلتے رہتے ہیں

جمیلؔ مُرصّع پوری اور عطاؔ الحق قاسمی کے مذکورہ شعر ہیں تو غزل ہی کے مگر اِن کا خمیر جہاں سے اُٹھّا ہے وہ ہر صاحبِ فہم سمجھ سکتا ہے۔

صدر پاکستان ضیاالحق (مرحوم) کے دَور میں نعت کا پاکستان میں جو غُلغلہ ہوا اُس کے نہایت پُرنور نتائج نعت کی شکل میں ایک دُنیا کے سامنے ہیں، جو اُردو شاعری کے ذخائر میں متعدد 'کوہِ نور' بن گئے ہیں۔ یہ ایک حسنِ اتفاق ہے کہ اس تحریر میں کیرانہ ضلع مظفر نگر سے تعلق رکھنے والے منشی مُنقّہ مذکور ہوئے ہیں اور اسی مردم خیز خطّے (ضلع مظفر نگر۔ یوپی) کے ایک قصبے 'بگھرا' (Baghra) کے سپوت محترم شکیل فاروقی کا شعری مجموعہ ''عقیدت کے پھول'' کا مسودہ ہمارے پیشِ نظر ہے، جنابِ شکیلؔ فاروقی ایک اچھے اور سچّے علم دوست شاعر ہیں اور یہ بھی حسنِ اتفاق ہے کہ عملی زندگی میں اُن کا تعلق پاکستان میں نشر و اشاعت کے شعبے سے رہا ہے، وہ باخبر بھی ہیں اور صاحبِ نظر بھی، اِن کے نعتیہ اشعار اس کی شہادت بنے ہوئے ہیں کہ اُن کے ذہن وقلب میں رسول کریمؐ سے حقیقی محبت و

مؤدت خون بن کے رواں ہے مگر اس کے قائل اور اس پر مائل بھی ہیں کہ صرف لفظی پھولوں کی اُن ﷺ کو ضرورت نہیں اور سچ تو یہ ہے کہ لفظ 'ضرورت' کا یہاں صَرف ہی بے محل ہے یہ ضرورت تو ہماری ہوسکتی ہے اُن ﷺ کی نہیں، ہماری ضرورت تو یہ ہے کہ ہم اگر اُن ﷺ کے عقیدت منداور نام لیوا ہیں تو اپنے عمل سے، اپنے کردار سے اپنی عقیدت ومودت کو مظہر بنادیں، شکیل فاروقی نے اپنے ایقان وایمان کے ساتھ پورے اصراراور واضح لفظوں میں کہا ہے:

ملے گی ہم کو شفاعت یقینِ کامل ہے نبی کے ساتھ مگر ارتباط لازم ہے

نعت تو سب نے کہی اور سب کہتے ہیں اور لفظوں سے عقیدت کا اظہار اپنی جگہ مگر وہ عقیدت ومحبت جو قلب پر لکھی ہو، سچ پوچھیے تو وہی نعت ہے، کتنی آسانی سے شکیل فاروقی نے یہ بات کہی ہے:

ادا ہوئی ہو جو لب سے وہ نعت اپنی جگہ
لکھی ہوئی ہو جو دِل پر وہ 'نعت لازم ہے'

شکیل فاروقی کے اس 'لازم' نے مدینے کے ہمارے ایک سفر اور ایک نعت گوشاعر کے ساتھ ایک واقعے کو یاد دِلا دِیا، کم ازکم ہماری زندگی میں یہ نعت گو پہلا شاعر ہے جس نے لفظوں میں نہیں مدینے میں شکیل فاروقی کے ''لازم'' کو اپنے عمل سے مظہر بنادِیا تھا، یہ تحریر پڑھنے والے بھی اس مظہر کے شاہد بن جائیں، کیا یہ کہنے کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ اگر اس صاحبِ مظہر کا عمل آپ کے دل کو لگے تو اسے اپنی دُعاؤں میں ضرور یاد رکھیں:

2010ء میں جدّے اور ریاض (سعودی عرب) کے مشاعروں میں راقم اور کلکتے والے حبیب ہاشمی کا ساتھ رہا ہے، آدمی سفر میں کھل جاتا ہے، ہم نے محسوس کیا کہ وہ جذباتی ہونے کے ساتھ بہت ہی سادہ طبیعت رکھتے ہیں، ہمارے ساتھی ایک نوجوان شاعر نے اُن سے کھیلنا چاہا تو اُن کی سادگی اظہر من الشّمس ہوگئی اور خاصی دیر تک حبیب صاحب اس نوجوان ساتھی کا کھلونا بنے رہے، شام جب ہم اور حبیب ہاشمی مسجد نبویؐ کی طرف جارہے

تھے تو ہم نے اُن سے اس کھیل کی بات چھیڑی، تو کہنے لگے:

''ندیم میاں! کبھی بچوں کے ساتھ کھلونا بننا پڑتا ہے، وہ نوجوان میرے کھلونا بننے سے کچھ دیر کے لیے خوش تو ہوگیا، ہم مدینے میں ہیں، ذرا یاد کیجیے وہ منظر کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں اور اُن کے نواسے اُن کی پشت پر سوار ہوگئے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نماز کو طول دیدیا تھا، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل سے میں نے ایک روشنی لے رکھی ہے۔ ندیم میاں! مَیں 'حبیب' ہی نہیں 'ہاشمی' بھی ہوں، آپ بتائیں کہ میرے عمل میں تو کوئی 'کھیل' نہیں تھا۔؟

آپ کو شاید نہیں پتہ کہ میرا ایک بیٹا جو معذور ہے وہ، مجھے اُس وقت یاد آ گیا تھا سوچیے کہ اگر وہ مجھ سے ایسے کھیل رہا ہوتا تو جواباً مَیں کیا کرتا؟!!۔۔۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں سب سے زیادہ اخلاق پر زور دِیا گیا ہے اور تعلیمات ہی کیا اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار کا جوہر ہی اخلاق رہا ہے اور اخلاق کی بنیادیں صبر واعراض میں مخفی ہیں۔ مَیں نے بھی اپنی نعتوں میں سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کیا ہے، کچھ لوگ منبر سے بھی کردار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہیں، مگر عزیزم ندیمؔ! آپ تو آج گواہ بن گئے ہیں کہ مَیں نے اس نوجوان کے کھیل میں کیا کردار ادا کیا، غصّہ تو مجھ ناتواں بوڑھے کو بھی آ سکتا تھا مگر مجھے تو طائف کے وہ اوباش نوجوان یاد آرہے تھے جنہوں نے رسول کریمؐ کو کھلونا ہی نہیں بنایا بلکہ ان کے ساتھ ایذا رسانی کی بھی انتہا کردِی تھی اور قربان جایئے اُس رحمت اللعالمینؐ پر کہ جس نے اُن اہل طائف کے حق میں بددُعا سے بھی احتراز کیا،، یہ بھی صبر واعراض کی ایک تاریخی مثال ہے۔ ہم جیسے اُنؐ کے نام لیوا اگر اُنؐ کے اس اعراض کی 'الف' ہی تک پہنچ جائیں تو ہم شفاعت کے حق دار بن سکتے ہیں ورنہ تو زبانی جمع خرچ یا لفاظیٔ عقیدت ومحبت کے 'شعبدے' تو عام ہیں۔''

نم آنکھوں سے حبیب صاحب (ہاشمی) کا یہ جملہ پورا ہو ہی رہا تھا کہ مسجدِ نبویؐ کے میناروں کے اسپیکروں سے مغرب کی اذان گونجنے لگی اور حبیبؔ ہاشمی زیرِلب 'اللہ اکبر اللہ

اکبرؔ کے کلمات ادا کرتے ہوئے مسجد نبویؐ کی طرف تیز قدم سے بڑھنے لگے، آج یہ باتیں ضبطِ تحریر میں لاتے ہوئے بھی دل سے لے کر آنکھ تک ہم نے ایک نمی محسوس کی۔

اس دور میں، ہر خطے میں اور ہر زبان میں کلام الٰہی اور تعلیماتِ رسولؐ عام ہیں مگر جو بات اور جو عمل عام ہونا چاہیے وہ 'ہم' میں مفقود ہے۔ ایک بار ہمیں نے کہا تھا:

اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال عام ہیں لیکن اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار کی ضرورت ہے۔ ورنہ تو افتخار عارف کا یہ شعر حشر میں رسول کریمؐ کے سامنے ہماری مجموعی بد اخلاقی کا فردِ جرم بن جائے گا:

رحمتِ سیّدِ لولاک پہ کامل ایمان اُمتِ سیّدِ لولاک سے خوف آتا ہے

ہم نے محترم شکیل فاروقی کی نعتیں بغور پڑھیں، ہوسکتا ہے بعض اصحاب ان کی نعتوں میں جدتِ خیال وفکر کو تلاش کریں تو یہ جستجو عبث ہوگی مگر جذب وکیف اُن کے ہاں جا بجا ملے گا۔ اُن کی ایک نعت جو جگر مرادآبادی کی مشہور زمین ''پھول کھلے ہیں گلشن گلشن'' میں کہی گئی ہے وہ اپنی زبان اور اسلوب کے سبب ہمارے دل کو بہت لگی، شکیل فاروقی چونکہ ہندی کے اچھے خاصے وِدّوان ہیں، لہٰذا اُنہوں نے پوربی لب و لہجے میں مہکتے ہوئے 'عقیدت کے پھول' کھلائے ہیں، یہ پوری نعت یہاں درج ہونے کا حق رکھتی ہے۔:

یہ سنسار ہے جن کے کارن اُنؐ پہ نچھاور تن من دھن
سیدھی سچی سیکھ تمہاری سب سے صاف اور ستھرا جیون
مٹ گئے جگ اندھیارے سارے تم نے سنبھالا جب سنگھاسن
تمرے چرن کی دُھول انوکھی سب انکھین کا اُتّم انجن
من کے سارے روگ مٹا دے امرت تمرے پیر کا دُھووَن
داس شکیلؔ کو دوار بلا لو دَیا کرو اور دے دو درشن

ہمارے بچپن میں محلّے محلّے عید میلادالنبیؐ کے موقع پر سیرت کے جلسے ہوتے تھے اور اِن جلسوں کا آغاز حمد ونعت سے ہوتا تھا، جلسے میں وقت مقررہ سے قبل بچوں کا ہجوم ہو جاتا

تھا، وہ بتاشے بھی یاد آتے ہیں جو اِن جلسوں کے اختتام پر تبرکاً سب کو دِیے جاتے تھے، ہمیں اپنی وہ پھوپی یاد آتی ہے جو ہمارے حصّے کے بتاشے کی لالچ میں ہمیں گود میں لے کر جلسے گاہ جاتی تھی، کیا زمانہ تھا، کیسی سادگی تھی، کیسے سادہ لوگ تھے ایک بزرگ کی روایت سُن رکھی ہے کہ وہ جلسے میں سب سے پہلے حاضر ہوتے تھے اور مائک کے سامنے فوراً بیٹھ جاتے تھے، اللہ نے انھیں سُریلی اور دل پذیر آواز سے نواز رکھا تھا، وہ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ اس وقت سامنے صرف بچےّ بیٹھے ہیں، وہ کبھی کوئی نعت یا فاضل بریلوی کا مشہور زمانہ سلام:

''مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ رسالت پہ لاکھوں سلام''

بہت انہماک اور عجب رِقت سے پڑھتے تھے تو بچّوں کا شور ایک خموشی میں بدل جاتا تھا، جیسے بچےّ اپنا بچپن بھول کر اُن کے لحن میں کھوجاتے تھے، ہم نے سنا ہے کہ اُن بزرگوار کی سلام خوانی پر گھروں میں عورتوں کو آبدیدہ دیکھا گیا ہے۔

ایک دن کسی شخص نے اُن بزرگوار سے عرض کی:

''عمِ محترم! آپ کچھ انتظار کرلیا کیجیے جب سننے والے جمع ہوجائیں تب نعت وسلام کا نذرانہ پیش کیا کریں، سامنے صرف بچےّ ہوتے ہیں اور آپ شروع ہوجاتے ہیں۔''

آدھی صدی سے زاید مدت گزر رہی ہے ہمیں بزرگوار کا جواب یاد ہے بلکہ ہم اپنی آخری سانس تک اسے بھول نہیں سکیں گے:

''میاں صاحب زادے! آپ ماتھے کی چشم ظاہر سے مجمع دیکھنا چاہتے ہیں، ہمیں چشم تصور میں مدح رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سننے والے ایک دو نہیں ہزار ہا ہزار دِکھائی دیتے ہیں اور سب کے سب ہمہ تن گوش ہی نہیں داد و تحسین کے وہ وہ آوازے بلند کرتے ہیں کہ آپ کی سماعت جسے سُن ہی نہیں سکتی، جایئے جایئے میاں! آپ دُنیا کا مجمع دیکھیے ہم تو بند آنکھوں سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سننے والوں کا جمِ غفیر دیکھتے ہیں۔''

محترم شکیل فاروقی اِس وقت بصارت سے محروم ہیں مگر اُن کی بصیرت رَوشن ہے اور

وہ بصیرت جس کے بغیر بصارت بسا اوقات بے معنیٰ ہو جاتی ہے۔ شاعری عجب ہے کہ اس میں یوں بھی ہوتا ہے کہ کہنے والا کچھ کہہ رہا ہے اور سمجھنے والا کچھ سمجھ رہا ہے جیسا کہ اس تحریر کی ابتدا میں کچھ عرض کیا گیا ہے۔ پاکستان ہی کے ایک شاعر نذیر قیصر نے کیا عجب کہہ دِیا ہے، اس وقت تو محسوس ہو رہا ہے کہ یہ شعر تو شکیل فاروقی ہی کا ترجمان ہے:

مِری آنکھیں جہاں چُپ ہو گئی تھیں
مِرے دل نے کہا 'مَیں دیکھتا ہوں'

یہ سارا معاملہ دِل کا ہے اور قلب کا نور کسی بصارت کا محتاج نہیں ہوتا، یہاں بس خلوص اور حضوری کی توفیق کام کرتی ہے ممبئی کی فلم انڈسٹری میں ایک موسیقار مشہور ہوئے ہیں جو بہت تیزی سے شعر بھی موزوں کرنے پر قادر تھے، شریمان رِوندر جین جو آنکھوں کی روشنی سے تو ضرور محروم تھے مگر اُردو زبان اور اس کے شعری رموز سے واقف ہی نہیں بلکہ اپنے فکر و خیال میں وہ اسلامیات کی جزئیات کا نور بھی رکھتے تھے جیسے عام مسلم شعرا۔

یہ کہانی نہیں واقعہ درج کر رہا ہوں:

ممبئی کے نواح میں ایک قصبہ بھیونڈی کے نام سے آباد ہے جہاں مسلمانوں کی کثیر آبادی ہے یہاں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں ایک نعتیہ مشاعرے کی بِنا بزرگوار غلام رسول سیٹھ نے ڈالی تھی جس میں ہر برس ملک بھر سے اُردو کے مؤقر و نامور شعرا مدعو کیے جاتے تھے غلام رسول سیٹھ کے بعد اُنکے لائق و فائق صاحبزادے نصیر احمد مومن نے اس روایت کو زندہ رکھا، عموماً اس مشاعرے کا کنوینر راقم السطور ہوتا تھا، اسی سلسلے کے ایک مشاعرے کی صدارت کے لیے رِوندر جین کو مدعو کیا گیا اُنہوں نے ہامی بھر لی، ہم دونوں ممبئی شہر سے بذریعہ کار بھیونڈی کے لیے روانہ ہوئے راستے میں بات چیت کے دوران ہم نے اُنھیں مُطلّع کیا کہ آپ کی وہ نعت؟

'۔۔۔مہمان رسول اکرم،
۔۔۔احسان رسول اکرم'

پاکستان سے شائع ہونے والے ایک انتخاب کے لیے جنابِ نور احمد میرٹھی کو بھیج دی گئی ہے، روِندر جین نے بہ تبسم شکریہ ادا کیا۔

عین بارہ ربیع الاوّل کی شب بھیونڈی کے رئیس ہائی اسکول کے وسیع و عریض میدان میں انصاری برادری کی کثیر آبادی والے اس شہر کے باذوق سامعین کا جمِ غفیر، جس میں کرشن بہاری نور، والی آسی اور نجانے کتنے ہی مشاہیر شعرا کے ساتھ ایک چینی نژاد ڈاکٹر وائی وی لئیو جو شیدا چینی کے نام سے معروف تھے اور دور دراز بلکہ سیکڑوں کیلومیٹر کا سفر کر کے صرف اپنی نعت سنانے بھیونڈی آئے تھے اور جب بزرگوار شیدا مائک پر جلوہ افروز ہوئے تو بھیونڈی کے سادہ لوح سامعین اُن کی چینی شکل وصورت دیکھ کر موصوف کی اُردو دانی سے بے پرواہو گئے اور جب انھوں نے نعت کا یہ شعر پڑھا تو لوگوں نے بیساختہ داد دی:

یہ نکتہ کاروانِ جہل سمجھا ہے نہ سمجھے گا
زمیں ہو یا فلک ادنیٰ سا ہے صدقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ہماری آنکھیں وہ منظر نہیں بھولتیں کہ جب شیدا چینی نے یہ مقطع سنایا تھا تو مسلمانوں کا سارا مجمع احساسِ ندامت کے سبب سَر جھکا چکا تھا:

رہِ حق سے بھٹکتے دیکھ کر آج اہلِ ایماں کو
خدا شاہد بہت دلگیر ہے شیدا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

اس مشاعرے کے شرکا میں بعض شعرا ہم سے ناراض تھے کہ ایک سے ایک سینئر مسلم شعرا کے ہوتے ندیم صدیقی نے نعتیہ مشاعرے کی صدارت کے لیے ایک نامسلم شاعر روِندر جین کا انتخاب کیا، ہم نے اس ناراضی کا کوئی نوٹس نہیں لیا مشاعرہ جاری تھا، شعرا رسول کریمؐ کی مدح میں اپنا کلام سنا رہے تھے، جب مشاعرہ اپنی آخری منزل پر پہنچ رہا تھا تو ناظمِ مشاعرہ نے صدرِ محفل روِندر جین سے زحمت کلام کے لیے درخواست کی، نابینا روِندر جین کالا چشمہ لگائے مائیک پر آئے اور اُنھیں احساس ہوا کہ اُن کے سَر پر ٹوپی نہیں ہے، تو انھوں نے پلٹ کر کرشن بہاری نور کو مخاطب کر کے ٹوپی کی فرمائش کی آن کی آن جین کو ٹوپی

پیش کی گئی جو انھوں نے فوراً سر پر لگائی اور سامعین سے خطاب کرتے ہوئے کہا:
ممبئی سے بھیونڈی آتے وقت بھائی ندیمؔ صدیقی نے مجھے اپنی ایک پرانی نعت یاد دِلا دِی سو مَیں اسی کو پہلے سنانا چاہوں گا۔
اور انھوں نے'...... مہمان رسولِ اکرم،۔۔۔احسان رسولِ اکرم' نعت اپنے پہاڑی لحن میں شروع کی لوگوں نے ایک ایک شعر کو بڑی توجہ سے سنا اور داد بھی دیتے رہے، اور رِوندرؔجین نے جب یہ شعر پڑھا:

آپؐ کے چاہنے والوں میں ضروری تو نہیں
صرف شامل ہوں مسلمان، رسولِ اکرم!

اس پر دادا کا وہ شور بلند ہوا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔جینؔ نے اس زمین میں دو ایک شعر اور پڑھے اور اپنی جگہ پر لوٹنا چاہا تو مجمع ایک اور ایک کی صدا لگا رہا تھا، جینؔ نے دوسری نعت کے مطلع کا مصرعۂ اولیٰ پڑھا:

تم اپنے دل میں مدینے کی آرزو رکھنا!
تم اپنے دل میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔دل میں مدینے کی آرزو رکھنا!

پھر اسے بلند آواز سے دُہرایا اور جب انھوں نے دوسرا مصرع سنایا تو ہزار ہا افراد کا مجمع مشاعرے گاہ میں کھڑے ہوکر داد دے رہا تھا اور ہم نے ڈائس پر بیٹھے اُن شعرا پر نگاہ کی جو مشاعرے کے صدر کے انتخاب پر چیں بہ جبیں تھے، دیکھا کہ اُن سب کے سَر جھکے ہوئے تھے اور بعض شعرا حضرات، جَین کی طرف تحسین آمیز انداز سے دیکھ رہے تھے مگر اُن کی آنکھیں بھی نم تھیں، دوسرا مصرع یوں تھا:

پھر اُنؐ کا کام ہے جذبے کی آبرو رکھنا

کوئی بیس برس پرانے اس واقعے کو لکھتے وقت ہماری آنکھیں بھی نم ہوگئیں یہ ذکر بھی یہاں ہوجائے کہ مذکورہ مشاعرے میں کچھ لوگ یہ کہتے بھی سنے گئے:

''اہلِ کفر ایسے شعر کیسے کہہ جاتے ہیں۔!!''

شاید ہم یہ کہتے ہوئے بھول جاتے ہیں کہ اللہ، رب العالمین ہے، قادرِ مطلق ہے جسے چاہے، اور جو چاہے کسی کو بھی دے سکتا ہے، کیا مال و دُنیا کی عطا صرف مسلمانوں ہی پر تمام ہو رہی ہے، اس کے علاوہ ہم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ علم و ہنر یا جدید دور کی ٹیکنالوجی کن لوگوں کو وہ عطا کر رہا ہے اور ایک مدت سے، ہم اس کے نزدیک اس عطا و کرم کے مستحق کیوں نہیں ہیں۔؟

ہم معمولی سی چیز دیتے وقت، دیکھتے ہیں کہ مانگنے والا اس کا مستحق ہے بھی یا نہیں!!

تو پھر اللہ بھی ہمیں اس نظر سے کیوں نہ دیکھے کہ ہم اپنی مطلوبہ چیز کا حق رکھتے ہیں یا نہیں اور ہم نے اپنی مطلوبہ چیز کی طلب میں کتنی محنت اور کتنی سعی کی ہے؟؟

یاد آتا ہے کہ 1986ء میں جب ہم پاکستان گئے تھے تو لوٹتے وقت (کورنگی) کراچی میں جنابِ نور احمد میرٹھی نے احقر کے اعزاز میں ایک شعری نشست منعقد کی جس میں شہر کے ممتاز شعرا نے شرکت کی تھی جن میں خالد علیگ، عاشق کیرانوی اور صہبا اختر کے نام اس وقت یاد آ رہے ہیں، نشست کے اختتام پر ایک نوجوان ہماری طرف بڑھے اور کہنے لگے:

ندیمؔ صاحب آپ انڈیا لوٹ رہے ہیں، جواباً ہم نے عرض کیا کہ جی، کل دوپہر ممبئی کے لیے ہماری فلائٹ ہے۔ اُس نوجوان نے ایک پیکٹ کھولتے ہوئے کہا کہ آپ نے ابھی طنز و مزاح پر مبنی میرے اشعار سنے، مگر میری پہلی کتاب نعت جیسے موضوع پر شائع ہوئی ہے اور مَیں پریس سے سیدھا اس شعری نشست میں حاضر ہوا ہوں، بائنڈر نے ایک کاپی مجھے جلد بنا کر دِی ہے چونکہ کل آپ ممبئی جا رہے ہیں لہٰذا یہ کاپی مَیں آپ کو پیش کر رہا ہوں، ہم نے 'الہام' نامی اس کتاب کو بیچ سے کھولا اور ایک نعتیہ شعر پر معاً نگاہ پڑی تو بیساختہ منہ سے سبحان اللہ نکلا اور ہم نے اُس نوجوان کا کاندھا دباتے ہوئے کہا:

برادر! اللہ آپ کو مزید نوازے۔ آمین!

ہمارے ناقص علم کے مطابق آج وہ نوجوان امریکہ میں مقیم ہے، دلاورؔ فگار کا یہ لائق و فائق شاگرد اِس وقت تمام اُردو دُنیا میں، اپنی عمر کے شعرا میں ممتاز تر ہے۔ کوئی پینتیس برس سے زاید مدت گزر رہی ہے مگر خالد عرفان کا وہ شعر ہم کیا، یہاں جس کو سنا یا وہ بھی اس کو بھول نہیں سکا:

مَیں نعتِ احمد مختارؐ پڑھنے والا ہوں
تم اپنے ذوقِ سماعت کو باوضو رکھنا

خالدؔ عرفان کا یہ شعر ہی نہیں اُن کے نعتیہ مجموعے (الہامؔ) کی کئی نعتیہ نظمیں بھی ذہن میں اپنے تاثر و تاثیر کے ساتھ سانسیں لے رہی ہیں۔ شاعری کرنے والے کل بھی بیشمار افراد تھے اور آج بھی ہیں مگر جسے 'شعر' کہتے ہیں وہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ شکرِ ربی کہ اُس نے ہم سے کہلوالیا:

شاعری کرنا بہت آسان ہے
'شعر' کہنے کو زمانہ چاہیے!

اور شعر بھی کسی کا قرض نہیں رکھتا بشرطِ 'شعر' کہا گیا ہو وہ اپنے کہنے والے کو مُعَزَز کر دیتا ہے اور نعت کہنے والے بھی محروم نہیں رہتے انھیں اس کا اجر بہر حال ملتا ہے۔ کیا یہ اعزاز نہیں کہ نعت گو شعرا جب میدانِ حشر میں ہونگے تو اُن کا شمار حسانؔ، سعدؔی اور خسرؔو جیسے شعرا کے ساتھ ہوگا، شکیل فاروقی آج بھی مُعَزَز ہیں اور ان شااللہ کل بھی وہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے حضور مُعَزَز گردانے جائیں گے کیونکہ اُن کا شوق و ذوق اب صرف شوق و ذوق نہیں رہا، اُنہیں کے الفاظ ہیں:

یہی شوق ہے اور یہی ہے وظیفہ
حبیبِ خدا کے قصیدے سُنانا

□□□

اظہاریہ

میرے بہت ہی پیارے بڑے بھائی

محترم شکیل فاروقی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ میں نے "عقیدت کے پھول" کا مطالعہ کیا ہے۔ ماشاء اللہ بہت زبردست کلام ہے۔ مجھے محسوس ہوا کہ آپ واقعۃً ایک ''سچے اور سُچے'' عاشقِ ربُّ العالمین اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ اس کا انعام جو آپ کو اللہ تعالیٰ ربِ کائنات کی طرف سے ملنا ہے وہ اتنا بڑا ہے کہ آج کا بڑے سے بڑا سُپر کمپیوٹر بھی اسے شمار کرنے سے قاصر ہے۔ایک بار ''سبحان اللہ'' کہنے پر جو ملتا ہے خدا کی قسم اُس کا اجر اس کائنات کے برتن سے بھی بڑا ہے۔یعنی کائنات کے برتن میں نہیں آسکتا تو آپ کے حمدیہ کلام کا اجر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی شمار نہیں کرسکتا۔ سورۃ آلِ عمران کے آخری رکوع میں اللہ رب العزت نے خصوصی طور پر فرمایا ہے کہ جو لوگ تخلیقِ کائنات پر غور کرتے ہیں اور اٹھتے بیٹھتے لیٹتے گویا ہر وقت اپنی زبان کو ذکرِ الٰہی سے تر رکھتے ہیں اُن کے لئے بےحد اجرِ عظیم ہے۔آپ نے زمین آسمان اور کائنات میں اللہ رب العزت کی قدرت و کاریگری کے مظاہر کو جس طرح اشعار کی صورت میں پیش کیا ہے یہ بہت قابلِ تعریف ہے اور آپ کی وسعتِ مطالعہ دینیہ کو

عیاں کرتا ہے۔شکیل بھائی ماشاء اللہ تعالیٰ بہت زبردست آپ نے نعتیہ کلام لکھا ہے۔درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آپ کے روئیں روئیں (یعنی بال بال) میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔بہت ہی پیاری نعتیں لکھی ہیں آپ نے۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ آپکو اس محنت کا اجرِ کثیر اور اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین!

والسلام

پروفیسر محمد منشاء طاہر

حمدیہ کلام

نہ پچھتاوا ہے کوئی اور نہ غم ہے
خدائے پاک بس تیرا کرم ہے

ثناء خوانی تری کرتا رہوں گا
مرا وعدہ ہے جب تک دم میں دم ہے

سزا دے یا جزا دے تیری مرضی
مرے مالک سرِ تسلیم خم ہے

❀❀❀

کوہساروں میں تری جلوہ گری
آبشاروں میں تری جلوہ گری

مہر میں پوشیدہ ہے تیرا جلال
چاند تاروں میں تری جلوہ گری

بوئے گُل میں ہے چُھپا تیرا سرور
ہے بہاروں میں تری جلوہ گری

یہ زمین و آسماں تیرا کمال
سب نظاروں میں تری جلوہ گری

ہے فضاؤں میں ترا حسن و جمال
مَرغزاروں میں تری جلوہ گری

خالقِ بحر و بر ہے تو
مالکِ خشک و تر ہے تو

گرچہ ہے نظر سے بالاتر
ہر شے میں جلوہ گر ہے تو

تو ہی بناء ہے درد کی
درد کا چارہ گر ہے تو

زیبا تجھ ہی کو ہے غرور
صاحبِ کرّو فر ہے تو

کیسے کروں تری ثناء
فہم سے بالاتر ہے تو

کس کی تخلیق ہیں یہ ارض و سماء
کون، کون و مکاں بناتا ہے
ہر طرف ہے یہ کس کی جلوہ گری
کون بزمِ جہاں سجاتا ہے
کس کی مہکار ہے یہ کلیوں میں
کون پھولوں میں مسکراتا ہے
کس نے دریا بہائے پربت سے
کون جھرنوں میں گنگناتا ہے
چاند سورج میں کون ہے روشن
کون تاروں میں جگمگاتا ہے
کون امید کی کرن ہے بھلا
کون من کے دیے جلاتا ہے
مالکِ کائنات ہے اللہ
کارِ ہستی وہی چلاتا ہے

❁ ❁ ❁

سب سے ارفع و اعلیٰ تو
سب سے بزرگ و بالا تو

ہم ترے بندے، ترے غلام
آقا حاکمِ اعلیٰ تو

تجھ سا کوئی اور نہیں
بے شک سب سے نرالا تو

تو ہی تھا جب کچھ بھی نہ تھا
دائم رہنے والا تو

تو ہی خالقِ ارض و سماء
لامحدود اجالا تو

بندہ عاصی ترا شکیلؔ
اس کا ہے رکھوالا تو

✿ ✿ ✿

کون و مکاں کا محور، بےشک ہے در خدا کا
دنیا کے بُت کدے میں پہلا یہ گھر خدا کا
جن و ملک خدا کے، بندہ بشر خدا کا
ہیں بحر و بر خدا کے، ہر جا اثر خدا کا
ماہ و نجوم ،سورج تابع ہیں سب اُسی کے
ہر شے پہ حکم اُس کا، سب خشک و تر خدا کا
اعمال تو ہمارے ہیں باعثِ ندامت
لیکن کرم ہے پھر بھی بس سر بہ سر خدا کا
اپنی مجال کیا تھی جو اِک قدم اٹھاتے
ہے اُس کی مہربانی دیکھا جو گھر خدا کا
در در کی ٹھوکروں سے بچنا تبھی ہے ممکن
جب صدقِ دل سے پکڑیں سب لوگ در خدا کا
بس التجا یہی ہے ، اپنی دعا یہی ہے
اے کاش بیٹھ جائے ہر دل میں ڈر خدا کا

کروں میں تعریف اُس کی کیسے جو عقلِ آدم سے ماورا ہے
وہ ذاتِ یکتا کہ جس کی کوئی نہ ابتداء ہے نہ انتہا ہے

بیاں سے باہر ظہور جس کا، تمام عالم پہ نور جس کا
ہے سب پہ حاوی شعورجس کا، وہ ذرے ذرےکوجانتا ہے

وہی ہے سب سے بزرگ و برتر،سبھی گدا ہیں وہی تونگر
وہی ہے خالق وہی ہے رازق، وہی تو ہم سب کو پالتا ہے

عجیب ہے شانِ بے نیازی ،عجیب تر اُس کی کارسازی
نہ بھید جس کا کُھلا کسی پر، مگر وہ ہر بات جانتا ہے

وہی تو خالق ہے بحر و بر کا، وہی تو حاکم ہے خشک و تر کا
اُسی کی جلوہ گری ہے ہر سُو، ہماری نظروں سے جو چھُپا ہے

تو ہی کون و مکاں کا مالک ہے
تو ہی دونوں جہاں کا مالک ہے

چاند سورج تجھی سے روشن ہیں
تو ہی تو کہکشاں کا مالک ہے

تیری تخلیق ہے زمیں ساری
تو ہی سات آسماں کا مالک ہے

غنچہ و گُل میں تو ہے پوشیدہ
گُلستاں بوستاں کا مالک ہے

دشت و صحرا تمام کوہ و دمن
تو ہی آبِ رواں کا مالک ہے

سارے ذی روح تیری خلقت ہیں
اور تو ہی جسم و جاں کا مالک ہے

تیری تعریف ماورائے بیاں
تو ہی مجھ بے‌زباں کا مالک ہے

خالق تو اور رازق تو
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

تو نے بنائے کوہ و دمن
تو نے سجائے سارے چمن
پھولوں میں تیری خوشبو
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

خلق کئے یہ شمس و قمر
تیری ہی خلقت جن و بشر
اور معبودِ ملائک تو
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

ہر ذرّے میں نور ترا
جلوہ ءکوہِ طور ترا
پات پات میں تیری بُو
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

تو ہے مالکِ کون و مکاں
تو نے ہی بخشی سب کو جاں
تیری ثنا بالائے بیاں
ہر اک شے سے ظاہر تو
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

حمدِ باری ہے بس خدا کے لیے
نعت محبوبِ دوسَرا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے

نعت محبوبِ دوسَرا کے لیے
نعت میں احتیاط لازم ہے
ہے ادب شرط مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے

وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
ہے یہ اعزاز مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے

واسطہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کا ہوتا ہے
ہاتھ اٹھتے ہیں جب دعا کے لیے

اپنے سائے میں لیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے
ہاتھ جوڑے ہیں التجا کے لیے

نعتیہ کلام

حیات آفریں ہے خیالِ محمد ﷺ
نہ ہے اور نہ ہو گی مثالِ محمد ﷺ

ہوئے چاند کے ایک اشارے سے ٹکڑے
یہ ادنیٰ سا ہے اک کمالِ محمد ﷺ

پی لیا میں نے جامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
پھر بھی ہوں تشنہ کامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لکھ لیا دل پہ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کر لیا احترامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

میرا منصب ہے شاہوں سے بڑھ کر
میں کہ ٹھہرا غلامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یوں تو سارے نبی محترم ہیں
سب سے اونچا مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رب نے بھیجا جو قرآں کی صورت
بس وہی ہے پیامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

منفرد ہے مدینہ کی عظمت
ہے جہاں پر قیامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بے بدل دل نشیں اور معطر
اللہ اللہ کلامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہیچ ہے ہر نظام ، اِس کے آگے
کوئی لائے نظامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

✵ ✵ ✵

دل دیوانہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے
یہ ٹھکانہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے

ہم جسے صنفِ نعت کہتے ہیں
وہ ترانہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے

جس کو سن کر سکون ملتا ہے
شادیانہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے

جو کبھی ختم ہو نہیں سکتا
وہ خزانہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے

جس کی دنیا مثال دیتی ہے
وہ زمانہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے

پیار جس کو عوام کہتے ہیں
مسکرانا حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے

روزِ محشر سروں پہ سایہ فگن
شامیانہ حضورِ پاک ﷺ کا ہے

جس کو سُن سُن کے جی نہیں بھرتا
وہ فسانہ حضورِ پاک ﷺ کا ہے

جس کی عظمت بیاں سے ہے باہر
وہ گھرانہ حضورِ پاک ﷺ کا ہے

وہ جو مخزن ہے رحمتوں کا شکیلؔ
آستانہ حضورِ پاک ﷺ کا ہے

سناؤں آپ کو میں بات کیا مدینے کی
بہت عجیب ہے آب و ہوا مدینے کی

بہت حسین ہے موسم بہشت کا لیکن
مثال آپ ہے اپنی گھٹا مدینے کی

مرض کوئی بھی ہو کیسا بھی ہو مگر یارو
علاج اُس کا ہے خاکِ شفاء مدینے کی

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے در پہ میں پہلے بھی ہو چکا حاضر
بلا رہی ہے مجھے پھر صدا مدینے کی

دعا کہیں بھی کریں ربّ کے پاس جاتی ہے
اثر پذیر ہے لیکن دعا مدینے کی

وہ خوش نصیب ہے جس کو شکیلؔ مل جائے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پاک کے صدقے قضا مدینے کی

✵ ✵ ✵

میری درخواست نہ ٹالیں آقا ﷺ
پھر مدینے میں بلا لیں آقا ﷺ

بحرِ عصیان کے میں بھنور میں ہوں
میری کشتی کو بچالیں آقا ﷺ

ہے کڑی دھوپ دشتِ دنیا میں
اپنی کملی میں چھپا لیں آقا ﷺ

کلبِ ناکارہ ہوں پر آپ ﷺ کا ہوں
اپنے در سے نہ نکالیں آقا ﷺ

ہوش مندی نہیں مجھے مطلوب
اپنا دیوانہ بنا لیں آقا ﷺ

آزمائش کے میں نہیں قابل
آزمائش میں نہ ڈالیں آقا ﷺ

میرے پیاروں پہ ہو نگاہِ کرم
اُن کو گردش سے چھڑالیں آقا ﷺ

❋ ❋ ❋

ازل سے تابہ ابد نورِ رہنما تو ہے
تو ہی حبیبِ خدا رشکِ انبیاء تو ہے
مرے خیال مری فکر سے سوا تو ہے
دھڑک رہی ہے جو دل میں مرے صدا تو ہے
تو ہی نویدِ مسیحا تو ہی دعائے خلیل
محب ہے جس کا خدا ،ایسا دلربا تو ہے
ترے دیار سے پاتے ہیں بےقرار قرار
کرم کا ابر ہے تو رحم کی گھٹا تو ہے
ہوا ہے حسنِ دو عالم بس ایک تجھ پہ تمام
کہ کائنات کے دل پہ لکھا ہوا تو ہے
تو ہی ہے محسنِ انسانیت، شفیعِ اُمم
خدا کے بعد یقیناً فقط بڑا تو ہے
شکیلؔ کیا ہے فقط کمتریں غلام ترا
وہ تیرے در کا گدا اُس کا آسرا تو ہے

جا کے طیبہ میں تجھے حق کا پتہ مل جائے گا
تقویت مل جائے گی اور حوصلہ مل جائے گا

جاگ اُٹھے گی تیری قسمت وہاں جا کر تو دیکھ
تو جو سوچے گا تجھے اس سے سِوا مل جائے گا

ظلمتیں کیسی بھی ہوں اور مشکلیں کتنی بھی ہوں
نام اُن کا لیجیے اور راستہ مل جائے گا

صدقِ دل سے ہر گھڑی ذکرِ محمد ﷺ کیجیے
مطمئن رہیے یقیں رحمٰن کا مل جائے گا

اُن کے در پر جایئے دل کی مرادیں پایئے
انتہا کیا چیز ہے بے انتہا مل جائے گا

در پہ اُن کے جایئے بن کے بھکاری اے شکیلؔ
جس کی کوئی حد نہیں ، وہ مدعا مل جائے گا

امر ہے جہاں میں پیامِ محمد ﷺ
درخشاں دو عالم میں نامِ محمد ﷺ

اسی میں ہے پنہاں نجات آدمی کی
کلامِ خدا ہے کلامِ محمد ﷺ

نہیں دل وہ کعبے سے کم جس کے اندر
قیامِ خداہے، قیامِ محمد ﷺ

نہ حد کوئی جس کی یہ وہ سلسلہ ہے
ازل تا ابد فیضِ عامِ محمد ﷺ

رسائی نہیں ہے جہاں تک کسی کی
ہے اس انتہا پر مقامِ محمد ﷺ

مہک فرش تا عرش پھیلی ہے جن کی
عقیدت کے گُل ہیں بنامِ محمد ﷺ

نظام اور دنیا کے سارے ادھورے
مکمل ہے بس اِک نظامِ محمد ﷺ

خدا اُس سے خوش ہے خدا اُس سے راضی
کیا جس نے بس احترامِ محمد ﷺ

شکیلؔ اُس کی بخشش یقینی ہے جس نے
پڑھا ہے درود و سلامِ محمد ﷺ

مجھ سے مت پوچھیے مجھ کو کیا مل گیا
ڈھونڈتا تھا جسے وہ پتہ مل گیا

زندگانی کی تھی ڈور اُلجھی ہوئی
حُبّ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مجھ کو سِرا مل گیا

جب درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھکاری بنا
جو بھی مانگا تھا اُس سے سِوا مل گیا

بے سہارا تھا میں کوئی چارہ نہ تھا
بھاگ جاگے درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مل گیا

کوئی مشکل نہیں بات سیدھی سی ہے
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مل گئے تو خدا مل گیا

ذہن روشن ہوا، دل کو چین آ گیا
مجھ کو انعامِ صلِ علیٰ مل گیا

تم شکیلؔ اتنے مشہور پہلے نہ تھے
نعت گوئی کا تم کو صلہ مل گیا

✲ ✲ ✲

لفظوں سے بالاتر ہے جو وہ بات کیا کہوں
عاجز ہوں ، بے بسی ہے، بھلا نعت کیا کہوں

وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہِ دو جہان ہیں اور وجہ کائنات
اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام اور مری اوقات کیا کہوں

خانہ خراب ہی سہی ، ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام
دل میں جو آرہے ہیں خیالات کیا کہوں

وہ سر بہ سر عطا ہیں تو میں ہوں فقط خطا
پھر بھی ہیں اُن کی مجھ پہ عنایات کیا کہوں

کس منہ سے ہم کریں گے شفاعت کی التجا؟
آتے ہیں دل میں ایسے سوالات کیا کہوں

ہر روز روزِ عید تھا ہر شب شبِ برات
تھے کیا حسین مدینے کے لمحات کیا کہوں

میری جو کیفیت ہے وہ بتلاؤں کیا شکیلؔ
دل میں اُمنڈ رہے ہیں جو جذبات کیا کہوں

وہ پُرکیف شام و سحر پھر دکھانا
خدایا ہمیں پھر مدینے بلانا

الٰہی مرا شوق حمد و ثنا ہو
وظیفہ ہو آقا ﷺ کی نعتیں سنانا

بہ فضلِ خدا اور بہ فیض محمد ﷺ
میسر ہوا بے بدل آستانہ

مدینے کی گلیاں مدینے کے کوچے
بہت یاد آئے گا گزرا زمانہ

وہ انوارِ بطحا بیاں سے ہیں باہر
اُنہی سے مرے دل کو پھر جگمگانا

نبی جی ﷺ کی نگری میں پھر لوٹ آئیں
عطا جلد ہو کوئی ایسا بہانہ

شکیلؔ ہم نے موسم حسیں خوب دیکھے
نہ دیکھا کوئی ایسا موسم سہانہ

❂ ❂ ❂

نبی ﷺ سے عشق ہو، مانا یہ بات لازم ہے
قدم قدم پہ مگر احتیاط لازم ہے

ادا ہوئی ہو جو لب سے وہ نعت اپنی جگہ
لکھی ہوئی ہو جو دل پر وہ نعت لازم ہے

ملے گی ہم کو شفاعت یقینِ کامل ہے
نبی ﷺ کے ساتھ مگر ارتباط لازم ہے

نبی ﷺ کے در کی فقیری میں ہی امیری ہے
یہ وہ جگہ ہے جہاں کسرِ ذات لازم ہے

اُنہی کے اُسوۂ حَسَنہ کی پیروی کیجے
کہ بس اُسی میں ہماری نجات لازم ہے

اُنہی کی چشمِ کرم سے یہاں تلک پہنچے
شکیلؔ اُن ﷺ کا ہی بس التفات لازم ہے

❁ ❁ ❁

عرب کی سرزمیں پر جب وہ ﷺ نبیوں کا امام آیا
اندھیرے چھٹ گئے سارے وہ ﷺ جب ماہِ تمام آیا
ہماری زندگی میں جب کوئی مشکل مقام آیا
نبی ﷺ کا نام ہی بعد از خدا بس اپنے کام آیا
وہی ﷺ ہیں رحمتِ عالم وہی ﷺ ہیں شافعِ محشر
کہ اُن ﷺ کا نام لیتے ہی درود آیا سلام آیا
وہ بستی کیسی بستی ہے جہاں رحمت برستی ہے
مدینے جو بھی ہو آیا نہ ہرگز تشنہ کام آیا
تصور ہی تصور میں مدینے میں بھی جا پہنچا
صدا وجدان میں گونجی غلام آیا ، غلام آیا
نبی ﷺ کی نعت کہہ لینا یہ میرے بس سے باہر تھا
اُنہی کا فیضِ بے پایاں ہمیشہ میرے کام آیا
شکیلؔ اُن ﷺ کا وسیلہ ہی بِنائے مغفرت ہوگا
مقدر جاگ اٹھا تیرا کہ لب پر اُن ﷺ کا نام آیا

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہانی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فسانہ
ہے یادِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس بہانہ

اُنہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور سے سرشار ہوکر
کبھی اشک باری کبھی مسکرانا

یہی شوق ہے اور یہی ہے وظیفہ
حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قصیدے سنانا

سحر ہوگئی اُن کی نعتوں کی دُھن میں
بڑے شوق سے سُن رہا تھا زمانہ

کھُلا راز مجھ پر یہ نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
مجھے کیوں ملا شاعری کا خزانہ

یہی اب دعا ہے یہی التجا ہے
درِ مصطفیٰ آخری ہو ٹھکانہ

یہ نصیب کا اثر ہے کہ نبی ﷺ کا معجزہ ہے!
مجھے آ گیا میسر درِ مصطفیٰ ﷺ پہ جانا

یہ چراغِ مصطفیٰ ﷺ ہے یہ ابد تلک جلے گا
نہ بجھا سکے گی اس کو کبھی گردشِ زمانہ

عشق سے محمد ﷺ کے ہم نے کیا سے کیا پایا
ربّ تلک رسائی کا ہم نے راستہ پایا

گُم ہوئے تھے سب انساں کفر کے اندھیروں میں
مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں اصل رہنما پایا

ایک بار چڑھ جائے ، پھر نہیں اُتر سکتا
الفتِ محمد ﷺ میں ہم نے وہ نشہ پایا

روضہء محمد ﷺ پر حالِ دل جو ہوتا ہے
کب کوئی بتا پایا ؟ کیا کوئی بتا پایا؟

بس وہ قولِ فیصل ہے بس وہ حرفِ آخر ہے
آپ ﷺ نے جو بتلایا، آپ ﷺ نے جو فرمایا

مدحتِ محمد ﷺ ہی زندگی کا حاصل ہے
ہے یہی مری منزل اور یہی ہے سرمایہ

❋ ❋ ❋

اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے در کا فقیر ہو جاؤں
کاش میں بھی امیر ہوجاؤں
اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چشمِ کرم کے صدقے سے
میں بھی روشن ضمیر ہو جاؤں
رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے
کاش اب دل پذیر ہوجاؤں
فکرِ دنیا کی بیڑیاں ٹوٹیں
گر میں اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسیر ہوجاؤں
موت تک سنتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہ چلوں
رشکِ منکر نکیر ہوجاؤں
اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چشمِ کرم جو ہو تو شکیلؔ
طفلِ مکتب سے پیر ہوجاؤں

✽ ✽ ✽

میکشو سیر ہو کے پی لینا
اُن کی رحمت کا جام آتا ہے

منزلِ حق تلک پہنچنے میں
اُن کا اُسوہ ہی کام آتا ہے

ربّ کے پیارے جگ کے موہن
کملی والے تم ہی سوہن
سیدھی سچّی سیکھ تمہاری
سب سے صاف اور ستھرا جیون
مٹ گئے جگ اندھیارے سارے
تم نے سنبھالا جب سنگھاسن[1]
تمرے چرَن کی دھُول انوکھی
سب انکھین کا اُتّم اَنجن[2]
من کے سارے روگ مٹادے
امرت تمرے پیر کا دھوون[3]
یہ سنسار ہے جن کے کارن
ان پہ نچھاور تن من دھن
داس شکیلؔ کو دوار بلا لو
دَیا کرو اور دے دو درشن

[1] تختِ شاہی [2] سُرمہ [3] مَیل

ذکر تھا جس کا سُنا جلوۂ سینا دیکھا
اوجِ افلاک کو چھُوتا ہوا زینہ دیکھا

کوئی خوشبو نہیں دنیا کی، مقابل جس کے
چشمِ حیراں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ دیکھا

اُن کے روضے پہ پہنچ کر نگہِ زائر نے
پار ہوتا ہوا قسمت کا سفینہ دیکھا

✱ ✱ ✱

محمد ﷺ کی عظمت کے ڈنکے بجا دوں
میں نورِ نبی ﷺ سے اندھیرے مٹادوں

فراقِ محمد ﷺ میں سب کچھ بھلا دوں
میں سیلِ محبت کے دریا بہادوں

جو جاتے ہیں بے موڑ جنّت کی جانب
میں خود اُن پہ چل کر جہاں کو دکھادوں

لگا کر محمد ﷺ کا دل سوز نعرہ
ضمیر اُمَّتِ مسلمہ کا جگادوں

میں صدیقِ اکبر کی سنت پہ چل کر
نبی ﷺ کی محبت میں سب کچھ لُٹا دوں

اِدھر آؤ سب اے محمد ﷺ کے پیارو
مئے مصطفیٰ ﷺ آج تم کو پلادوں

شکیلؔ آج بزمِ محمد ﷺ سجا کر
عقیدت سے لبریز نعتیں سنادوں

وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کا نامِ نامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے
خدا کے بعد اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ ہے

مرے بس میں نہیں تعریف اُس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہستی جو کہ ممدوحِ خدا ہے

وہ مالک ہوگیا لوح و قلم کا
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو دل سے باوفا ہے

سلاطیں سے ہے وہ رتبے میں بڑھ کر
جو دربارِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گدا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کا انعام ہے یہ
مجھے قلبی سکوں حاصل ہوا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح خوانی کی بدولت
شکیلِ بے نوا بھی خوش ہوا ہے

❂ ❂ ❂

مِرے محمد کے مرتبے کی نہ کوئی حد ہے نہ کچھ ٹھکانہ
بزرگ بعد از خدا وہی ہیں، یہ ہم نے جانا سبھی نے مانا

پیمبروں میں وہ سب سے اکرم ، وہ سب سے افضل، وہ سب سے اعلیٰ
خدا کی مجلس میں شمعِ محفل ، بقولِ خسرو یہ ہم نے جانا

وہی ﷺ تو سرکارِ دو جہاں ہیں ، وہی ﷺ تو رحمت کا سائباں ہیں
وہی ہیں محبوبِ ربِ اکبر، خدا کا رشتہ ہے عاشقانہ

تھا سب سے اعلیٰ مزاج جن ﷺ کا ، ہمارے دل پر ہے راج اُن ﷺ کا
یہ بات ہے اِک کھُلی حقیقت ، نہ کوئی قصّہ ہے نے فسانہ

نبی ﷺ سے سچّی ہے گر محبّت ، تو کیجیے اتباعِ سنّت
اِسی عمل سے ملے گی جنّت ، یہی گذارش ہے عاجزانہ

سرکار ﷺ کی الفت میں مری آنکھ جو نَم ہے
یہ اُن کی عنایت ہے، یہ اُن کا ہی کرم ہے

لمبی ہے مری فردِ گنہ ،ہے یہ حقیقت
آقا ﷺ کی شفاعت مری بخشش کا بھرم ہے

طوفان بلا خیز ہے کشتی ہے بھنور میں
سرکار کی شفقت ہو تو پھر کا ہے کا غم ہے

سرکارِ دو عالم ﷺ سے محبت کا ہو دعویٰ
اور پیروی سنت کی نہ ہو ،کیسا ستم ہے

ہو جائے ہر عالم جو ثنا خوانِ محمد ﷺ
ہوگی نہ بیاں تا بہ ابد شانِ محمد ﷺ

شاہانِ زمانہ نہیں کچھ اُن ﷺ کے مقابل
جو بن گئے دربانِ غلامانِ محمد ﷺ

سرکارِ دو عالم ﷺ سے محبت کی بدولت
طیبہ میں ہوئے ہم بھی تھے مہمانِ محمد ﷺ

بخشش اُنہیں مل جائے گی پختہ یہ یقیں ہے
محشر میں جو ہوں گے تہہ دامانِ محمد ﷺ

یہ مدح سرائی بھی شکیلؔ اُن کی عطا ہے
فیضانِ محمد ﷺ ہے یہ احسانِ محمد ﷺ

تڑپ کر جب مرے دل نے پکارا یا رسول اللہ ﷺ
ملا کشتی کو فوراً ہی کنارہ یا رسول اللہ ﷺ

خدا کے بعد سایہ ہم پہ آقا آپ ﷺ ہی کا ہے
نہیں اِس کے سِوا کوئی بھی سایہ یا رسول اللہ ﷺ

نہ بخشا ہے نہ بخشیں گے کسی قیمت پہ آئندہ
اگر شاتم نے سر اپنا اُبھارا یا رسول اللہ ﷺ

ہم اپنی جان دے دیں گے سبق ایسا سکھائیں گے
وہ جرات کر نہیں سکتا دوبارہ یا رسول اللہ ﷺ

ہوا جب سے دل آشنائے محمد ﷺ
مجھے کچھ نہ بھائے سِوائے محمد ﷺ
انہیں کا تصور لبھاتا ہے ہر دم
رگ و پے میں ایسے سمائے محمد ﷺ
لکھے جا رہا ہوں میں نعتوں پہ نعتیں
کئے جا رہا ہوں ثنائے محمد ﷺ
نہیں اور کچھ بھی سماعت میں میری
سُنے جا رہا ہوں صدائے محمد ﷺ
مجھے چھو نہ پائے گا اب روگ کوئی
کہ پی لی ہے میں نے دوائے محمد ﷺ
چمن میں کھلے پھول جب میں نے جانا
مسرت سے ہیں مسکرائے محمد ﷺ
اندھیرا مِٹا اور پھیلا اُجالا
جہاں میں جو تشریف لائے محمد ﷺ

یہ دنیا نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا
کہ ابرِ کرم بن کے چھائے محمد ﷺ

نہ تھا اور نہ ہوگا کوئی آپ ﷺ جیسا
دو عالم میں گونجی ندائے محمد ﷺ

میں خود کو سمجھتا ہوں شاہوں سے بڑھ کر
کہ ادنیٰ سا ہوں اِک گدائے محمد ﷺ

پیمبر خدا کے سبھی محترم ہیں
حبیبِ خدا ہیں سِوائے محمد ﷺ

کڑی دھوپ کا کچھ اثر ہی نہ ہوگا
مِرے سر پہ ہے اب ردائے محمد ﷺ

محمد ﷺ کے نقشِ قدم پر ہی چلیے
رضائے خدا ہے رضائے محمد ﷺ

شکیلؔ اپنی آنکھوں کا سُرمہ بنا لوں
ملے گر مجھے خاکِ پائے محمد ﷺ

✲ ✲ ✲

جس کو دربارِ محمد ﷺ کی غلامی مل گئی
بادشاہ سے بڑھ کے جائے احترامی مل گئی

مصطفیٰ ﷺ کے در پہ جو حاضر ہوا بن کر فقیر
اُس کی قسمت جاگ اٹھی اور نیک نامی مل گئی

تم کو کوئی جانتا تک بھی نہیں تھا اے شکیلؔ
نعت گوئی سے تمہیں شہرت دوامی مل گئی

اتباعِ سنّت نبوی ﷺ سے یہ عقدہ کھلا
مَن کی دولت کے علاوہ شادکامی مل گئی

شاعری جو اس سے پہلے تھی وہ بس پھیکی سی تھی
مدحتِ آقا ﷺ کے صدقے خوش کلامی مل گئی

خوش ہوئے سرکار ﷺ اور راضی ہوا مجھ سے خدا
مدحِ خوانی سے مجھے دادِ عوامی مل گئی

❂ ❂ ❂

مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں جو تر بتر ہوجائے گا
وہ خدائے پاک کا نورِ نظر ہوجائے گا
جان دے دی جس نے ناموسِ رسالت کیلئے
وہ شہیدِ مصطفیٰ ﷺ مر کر امر ہوجائے گا
مدحِ محبوبِ خدا ﷺ میں لفظ جو شامل ہوا
دیکھتے ہی دیکھتے وہ معتبر ہو جائے گا
نسخہء عشقِ نبی ﷺ کو آزما کر دیکھ لیں
آپ ﷺ کی ہر بات میں ایسا اثر ہوجائے گا
بےوفائی جس نے کی اللہ کے محبوب سے
وہ ذلیل و خوار ہوگا در بہ در ہوجائے گا
اتباعِ مصطفیٰ ﷺ دنیا میں کی جس نے شکیلؔ
بالیقیں اُس شخص کا جنّت میں گھر ہوجائے گا

⊛ ⊛ ⊛

مانا گناہ گار و خطا کار ہم بھی ہیں
محبوبِ ذوالمنن کے پرستار ہم بھی ہیں

ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں جاں سے عزیز ہے
سب کچھ نثار کرنے کو تیار ہم بھی ہیں

توہینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی کر کے دکھائے تو
اُس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف برہنہ تلوار ہم بھی ہیں

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت میں جو مصروف قلم ہے
یہ اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت ہے اُنہی کا یہ کرم ہے

بھٹکے گا بھلا کیسے وہ جس کے لئے رہبر
اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر نقشِ قدم ہے

ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لئے ہم
گر جان بھی دے دیں تو یہ نذرانہ بھی کم ہے

میں کچھ بھی نہیں، کچھ بھی نہیں، کچھ بھی نہیں ہوں
آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ہے میرا جو بھی بھرم ہے

دل میں جو موجزن ہیں وہ جذبات لکھ سکوں
کوئی نہ لکھ سکے جو، میں وہ نعت لکھ سکوں

اُمت کو پیش ہیں جو وہ حالات لکھ سکوں
جو حل طلب ہیں سارے سوالات لکھ سکوں

شانِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اپنے خیالات لکھ سکوں
سوچی نہ ہو کسی نے جو وہ بات لکھ سکوں

اک معجزائے شقِّ قمر ہی کا ذکر کیا
پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سارے کمالات لکھ سکوں

سردارِ انبیاء کی فضیلت بیاں کروں
سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقامات لکھ سکوں

یارب مِرے قلم کو وہ تاثیر کر عطاء
تیرے حبیبِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاص کے درجات لکھ سکوں

انسانیت پہ کتنا ہے احسانِ مصطفیٰ ﷺ
اُمت پہ کس قدر ہیں عنایات لکھ سکوں

اللہ کا کرم ہے شہِ دو جہاں ﷺ کا فیض
ورنہ مری مجال کہاں! نعت لکھ سکوں

اپنی زباں سے سیرتِ نبوی ﷺ کروں بیاں
اپنے قلم سے ان کی ہدایات لکھ سکھوں

تقلید جن کی صورتِ راہِ نجات ہے
پیارے نبی ﷺ کی پیاری وہ عادات لکھ سکوں

پاکیزگیٔ فکر سے مملو ہو حرف حرف
ایسے شکیلؔ مدح کی سوغات لکھ سکوں

قافیہ تنگ ہے، الفاظ کہاں سے لاؤں
اور خیالات کی پرواز کہاں سے لاؤں

مدحتِ سرورِ کونین ﷺ کی دل میں ہے تڑپ
پروہ حسّانؓ کا انداز کہاں سے لاؤں

ہاتھ میں تھامے قلم بیٹھا ہوں، اور سوچ میں گُم
نعت کا نقطۂ آغاز کہاں سے لاؤں

نعتِ محبوبِ خدا ﷺ جب میں پڑھوں، سارا جہاں
گونج اُٹھے جس سے، وہ آواز کہاں سے لاؤں

مدحِ سرکارِ دو عالم ﷺ نہیں آسان شکیلؔ
اس بیاں کے لیے اعجاز کہاں سے لاؤں

تعارف: شکیل فاروقی

نام : شکیل احمد فاروقی ولد ایوب احمد فاروقی
قلمی نام : شکیلؔ فاروقی
پیدائش : ۲ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۳۹ء (قصبہ بگھرہ، ضلع مظفرنگر، یو۔پی)
(میٹرک سرٹیفکیٹ کے مطابق تاریخِ پیدائش: ۲ فروری ۱۹۴۱ء)
پاکستان آمد: جون ۱۹۶۵ء
تعلیم : میٹرک (بگھرہ)
انٹر (دہلی کالج، دہلی)
بی۔اے ایڈوانسڈ ہندی کے ساتھ (دہلی کالج، دہلی)
ایم۔اے پولیٹکل سائنس (دہلی یونیورسٹی)
ایم۔اے اکنامکس (آگرہ یونیورسٹی)
ادیبِ کامل (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی)
ایم۔اے جرنلزم (کراچی یونیورسٹی)
تصنیف : انگریزی نظموں کا مجموعہ "شیڈوز"
کالم : روزنامہ ایکسپریس (تعداد: ۱۰۰۰ سے زاید)

متفرق نگارشات:

پاک و ہند کے مؤقر اُردو، ہندی اور انگریزی جرائد، رسائل اور روزناموں میں مضامین اور بچوں کیلئے شائع ہونے والی کہانیاں اور نظمیں

ادبی سرگرمیاں: تاحیات ممبر آرٹس کونسل آف پاکستان، کراچی

دیگر ادبی سرگرمیاں:

ریڈیو پاکستان اردو اور ہندی زبانوں میں نشریات، بحیثیت اسٹیشن ڈائریکٹر کراچی ایف ایم ۱۰۱ کا آغاز، اسٹیشن ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان حیدرآباد، کوئٹہ اور کراچی، ریڈیو پاکستان کے مختلف اسٹیشنز پر مشاعروں کا اہتمام، پاک و ہند کے نامور ادیبوں، شاعروں، فنکاروں اور کھلاڑیوں کے ریڈیو انٹرویوز۔

ادب کی دوسری اصناف کی طرح نعت میں بھی اسلوب کی تازگی اور فکر و نظر کی گہرائی تخلیقی اظہار کی قدر و منزلت کے تعین میں اہم کردار ادا کرتی ہے، لیکن اس صنف کا معاملہ ذرا الگ بھی ہے۔اس میں محض عشق و محبت اور جذب و شوق کا اظہار بھی اثر آفرینی کا درجہ پالیتا ہے۔
شکیل فاروقی کی تقدیسی شاعری کا نمایاں عنصر یہی ہے۔
حمدیہ کلام میں شکیل فاروقی سراپا بندگی اور تسلیم و رضا کے پیکر نظر آتے ہیں۔ ربِ کائنات کی خلاّقی، قدرت کی بے کراں وسعتوں اور جلووں کی فراوانی کو انھوں نے روانی، سلیقے اور سلاست سے جزوِ کلام کیا ہے۔ ان کی شخصیت اور کلام سے مترشح ہے کہ خیالِ محمد ان کے لیے کس قدر حیات آفریں ہے۔احساس کی اس پختہ بنیاد کے باعث سہل ممتنع کے عمدہ نمونے ان کے نعتیہ کلام میں ملتے ہیں۔ پھر حضور سے تخاطب کے وقت ان کے لہجے میں مان کا جو ایک رنگ ابھرتا ہے، وہ حضور کی ذاتِ گرامی سے اُن کے گہرے جذبی رشتے کا مظہر ہے۔
شکیل فاروقی کی نعتوں میں یہ پیغام بڑے اعتماد سے جلوہ گر ہے کہ نامِ محمد اور پیامِ محمد سے پیوستگی ہی واحد ذریعہء فلاح و نجات ہے۔ وہ یوں نہیں کہتے کہ یہ تعلق دیگر کے مقابل بہتر ہے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ صرف یہی تعلق، بس یہی تعلق بہترین ہے مگر قدم قدم پر احتیاط کا متقاضی بھی ہے۔
نبیِ کریم کی نسبت سے مدینہ پاک کی فضاؤں سے والہانہ محبت اور لطف و انبساط کا اظہار بھی ان نعتوں کا حصہ ہے۔ جابجا چمکتے ہوئے الفاظ و مرکبات بتاتے ہیں کہ شکیل فاروقی نعت کے تخلیقی دائرے میں جذبہ و احساس کے رنگ اپنی وارفتگی کے ساتھ ابھارتے ہیں اور یہی ان کے حرفِ نعت کی اصل شناخت ہے۔ اُنھی کے بقول:

یہ خوش کلامی مدحتِ آقا کا صدقہ ہے

صبیح رحمانی

ISBN: 978-969-8918-82-8